ھندوؤں کی سیاست

(ہندی مسلمانوں کو ملیامیٹ کرنا)

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

(ترجمہ و ترتیب)

محمد اسلم رانا مرکزِ تحقیقِ مسیحیت

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

اسلامی مشن سنت نگر لاھور

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com
www.Only1Or3.com
www.OnlyOneOrThree.com

تعارف

ہندوؤں کی بربریت اور انکے مذموم ارادے

انگریزوں سے آزادی حاصل کرتے ہی جنونی ہندوؤں نے بھارت کے مسلمانوں کا جینا دوبھر کر رکھا ہے۔ مسلمانوں کے مال و جان محفوظ نہ رہے۔ لاکھوں مسلمان شہید کر دیئے گئے۔ اور ایک کروڑ سے زیادہ ہجرت کر کے پاکستان میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے۔ جو مسلمان ہندوستان میں باقی رہ گئے۔ انہیں گذشتہ تقریباً ۴۱ سال سے ہلاکت، ذلت اور بربادی کا سامنا ہے۔

احمد آباد اور دیگر شہروں میں بار بار فساد ہوئے۔ مسلمانوں کو ان کے گھروں سمیت زندہ جلا دیا گیا۔ کئی مساجد کو آگ لگا دی گئی مسلمانوں کو ان کے مکانوں کی چھتوں پر سے گرا کر شہید کیا۔ ان کے کاروبار کو ختم کر دیا۔ ضلع میرٹھ کے گاؤں ملیانہ میں ہندوؤں نے ۲۷ مسلمانوں کو اندھا دھند گولیاں چلا کر ہلاک کر دیا۔ میرٹھ کے مفصل حالات ضمیمہ نمبر ۱ - ۲ رسالہ ہذا میں ملاحظہ ہوں۔ جب امام صاحب دہلی کی قیادت میں میرٹھ کی صورتِ حال کا ملاحظہ کرنے کے لئے مسلمان وہاں جانے لگے۔ تو امام صاحب اور ان کے ساتھیوں کو وہاں جانے سے

روک دیا گیا۔ بیچارے مسلمان بادلِ ناخواستہ بے نیل ومرام واپس آ گئے۔ ستم بر ستم یہ کہ جب انگلستان کے مسلمانوں نے میرٹھ کے مصیبت زدہ مظلوم زخمی اور بے گھر مسلمانوں کے لئے ادویات اور دیگر سامان بھیجا تو اسے روک لیا گیا۔ بیسیوں مسلمان طبی امداد نہ ملنے سے شہر کے اندر جل بھن ہو گئے۔ ظلم کی انتہا یہ ہے کہ ان انسان نما خونخوار ہندو بھیڑیوں کو تا حال کوئی سزا نہیں دی گئی۔ حالانکہ انٹرنیشنل ایمنسٹی نے بھی اس پر حکومت ہند کو توجہ دلائی ہے۔

میرٹھ کے مسلم کش فسادات میں متاثر ہونے والے زخم خوردہ مردوں، یتیم بچوں اور بیوہ عورتوں کی آہیں انسانی ضمیر سے انصاف کی طلب گار ہیں۔ افسوس تو اس امر کا ہے کہ دنیا کے ۴۵ سے زیادہ مسلم ممالک میں سے ایک نے بھی بھارت کی حکومت کے اس وحشیانہ ظلم کے خلاف صدائے احتجاج بلند نہیں کی۔

بھارت سری لنکا کے ہندو تامل باشندوں کی حمایت پر حمایت کرتا ہے۔ وہاں سامان بذریعہ ہوائی جہاز گراتا ہے۔ گو اب وہاں سری لنکا کی حکومت کی درخواست پر ایک لاکھ سے زائد بھارتی فوج بھیجی ہے۔ لیکن اصل مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ تاملوں کو سری لنکا میں مضبوط مقام دلایا جائے۔ اور حکومت میں شریک کرایا جائے مگر ہے۔ وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

کسی مسلمان حکومت نے بھارتی مسلمانوں علی الخصوص احمد آباد اور میرٹھ کے مظلوم مسلمانوں کے قتلِ عام پہ ذرہ بھر بھی امداد نہ کی۔

قرآن کریم واضح الفاظ میں اعلان واجب الاذعان کرتا ہے۔

پارہ پنجم سورۃ النساء آیت ۷۵

"اور تم کو کیا ہوا ہے کہ خدا کی راہ میں اور ان بے بس مردوں اور عورتوں اور بچوں کی خاطر نہیں لڑتے جو دعائیں کرتے ہیں۔ کہ اے پروردگار! ہم کو اس جگہ سے نکال کہ جس کے رہنے والے ظالم ہیں۔ کہیں اور لے جا اور اپنی طرف سے کسی کو ہمارا مددگار فرما"

قیامت کے دن مسلم حکومتوں سے پرسش ہوگی۔ کہ جب بھارت کے مسلمان تڑپ رہے تھے۔ فریاد کر رہے تھے۔ زخم پہ زخم کھا رہے تھے۔ اے عالمِ اسلام تو نے اپنے منہ پر مہرِ سکوت کیوں لگا رکھی تھی۔ ان کی امداد کیوں نہ کی؟

حقیقت یہ ہے کہ ہندو بتدریج ہندوستان میں رام راج قائم کر رہے ہیں۔ وہاں سے وہ غیر ہندوؤں کو بالخصوص مسلمانوں کو نکال دینا چاہتے ہیں یا انہیں بذریعہ فسادات ختم کرنا چاہتے ہیں۔

ذیل کے حقائق ان کے اس مقصد کی تائید کرتے ہیں۔

(ا) بھارت کا قومی ترانہ بندے ماترم ہے۔ یہ ترانہ مسلمانوں کے لئے رسوا کن اور ان کے جذبات کو ٹھیس پہنچانے والا ہے۔

اس ترانہ کو ہر موقعہ پہ سنایا جاتا ہے۔

(ب) بھارت میں بہت سے مقامات پر گائے کا ذبح کرنا بند ہو چکا ہے۔

(ج) سکولوں میں طلبا کو سرسوتی دیوی کے بت کے سامنے ہاتھ باندھے پرارتھنا کرنی پڑتی ہے۔

(د) السلام علیکم کی جگہ مسلمانوں کو "نمستے" اور "رام جی کی جے" کہنا پڑتا ہے۔

(ھ) حکومت نے اسلامی مدارس کی امداد بند کر دی ہے۔ اس لئے بہت سے مدارس بند ہو گئے ہیں۔

(و) مسجدوں میں سور کے سر پھینکے جاتے ہیں۔ مثلاً الہ آباد کی دو مسجدوں میں ہندوؤں نے سور کے سر پھینک دیئے۔ ضلع ہزاری پور صوبہ بہار کے گاؤں تلکوڑی میں ہندوؤں نے مسلمانوں کو مارا پیٹا اور ان کے منہ میں سور کے زندہ بچے کی تھوتھنی ٹھونس دی۔

(ز) بعض شہروں میں عید الاضحیٰ کے موقع پر ہندو اس قسم کے اشتہار چسپاں کر دیتے ہیں۔
"مسلمان گائے کی قربانی نہ کریں ورنہ انہیں قتل کر دیا جائے گا۔ اور ان کے گھر بار جلا ڈالے جائیں گے۔"

(ح) ہندو ہولی کے موقعہ پر مسلمانوں پر رنگدار پانی۔ بدروؤں کا کیچڑ اور گندا پانی پھینکتے ہیں۔ مسلمان عورتوں کی بے عزتی کی جاتی ہے۔ جب موقعہ ملتا ہے۔ انہیں اغوا کر لیا جاتا ہے۔

(ط) ہندوستان میں مسلمانوں کی آبادی تقریباً 5 کروڑ ہے۔ لیکن

ملازمتوں میں ان کا حصہ صفر کے برابر ہے۔ پولیس میں جان بوجھ کر صرف ہندو بھرتی کئے جاتے ہیں۔ یہ ہندو سپاہی مسلمانوں کو بڑی بیدردی سے اندھا دھند گولیاں چلا کر ہلاک کر دیتے ہیں۔

۹۔ مسلمانوں کی زندگی اجیرن کر دی گئی ہے۔ ان کی زبان اردو مٹا دی گئی۔ اس کی جگہ ہندی نے لے لی۔ ان کا لباس بھی قریباً قریباً ختم ہو چکا ہے۔ گاندھی ٹوپی مع دھوتی ان کے زیب تن ہو گئی۔

۱۰۔ بھارت میں جب سے آزادی ملی ہے۔ آٹھ ہزار ہندو مسلم فسادات ہو چکے ہیں۔ جن میں دس ہزار مسلمان شہید اور ۳۵ ہزار زخمی ہوئے۔

قصہ کوتاہ یہ کہ مسلمانوں کو خاکروب۔ سنقہ۔ بھٹیارہ اور کوچوان بنا دیا گیا ہے۔ تعلیم یافتہ مسلمانوں کو خواہ وہ کتنے ہی اعلیٰ پڑھے ہوئے ہوں دھکے دیئے جاتے ہیں۔ چنانچہ اتر پردیش یعنی یو۔ پی میں ایک مسلمان نے سنسکرت میں ایم اے اول درجہ میں پاس کیا۔ مارا مارا وہ بے چارا پھرا کسی جگہ حتیٰ کہ کسی مدرسہ یا کالج میں اس کو نہ ملازمت دی۔ آخر کار فاقہ سے وہ کیا نہ کرتا۔ اس نے کار سپانڈنس کی کلرکی منظور کر لی۔ اور ادھر پاکستان میں یہ حال ہے۔ کہ سندھ میں ہندو ڈاکٹر ہیں۔ انجنیئر اور اعلیٰ عہدوں پر متمکن ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ تخریب کاری میں بھی مصروف ہیں۔ چند یوم ہوئے نواب شاہ میں ایک سرکاری ہسپتال میں یکم مارچ کو ڈاکٹر

دن کا وقت تھا پولیس موجود تھی۔ ڈاکو تیرہ ۱۳ لاکھ تنخواہ کا روپیہ لے کر فرار ہو گئے۔ ایک ان میں سے مارا گیا۔ جب اس کا پوسٹ مارٹم ہوا۔ تو معلوم ہوا کہ وہ ہندو ہے۔ اس واقعہ سے صاف پتہ چلتا ہے۔ کہ سندھ میں جو خطرناک بدامنی پھیلی۔ اس میں بھارت کا ہاتھ ہے۔

اسلامی مشن اس سلسلہ میں پچھلے دو سالوں میں چند رسالے شائع کر چکا ہے۔ حال ہی میں بھارت کے اخبار سٹیٹسمین میں ایک ہندو صحافی کنچن گپتا کا مضمون شائع ہوا۔ جسے یکم مارچ ۱۹۸۶ء کے پاکستان ٹائمز نے نقل کیا۔ اس کا ترجمہ رانا محمد مسلم نے کیا۔ جسے ہم آئندہ صفحات میں پیش کرتے ہیں۔ تا کہ اہل پاکستان اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ وہ اپنے وطنِ عزیز کے دفاع کے لئے کیا کر رہے ہیں۔

اختر احسن

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

ہندوؤں کی یلغار

وشوا ہندو پرشاد کے دفتر واقع لکھنؤ میں ایک پوسٹر لگا ہے۔

"دلیری سے کہو ہم ہندو ہیں"

یہ فقرہ ہندو سادھوؤں کی باقاعدہ پھیلائی ہوئی غلط افواہوں اور ان کی مذہبی مجلسوں میں کی گئی شر انگیز تقاریر کی معیت میں جادو اثر نعرہ ہے جو آہستہ آہستہ ہندوؤں کے ملک میں جنگجویانہ وطن پرستی کی جلتی آگ پہ تیل ڈالنے کا کام دے رہا ہے۔

"وشوا ہندو پرشاد" آج ایک قوت گنی جاتی ہے۔ جب سنہ ۱۹۸۲ء میں آنجہانی مسز اندرا گاندھی نے ہردوار میں بھارت ماتا مندر کا افتتاح کیا۔ تو اس تنظیم نے قانونی حیثیت حاصل کر لی تھی۔ اجدھیا میں رام جنم بھومی (مسلمان اسے بابری مسجد کہتے ہیں) بنارس میں اصل کاشی وشوا ناتھ مندر (جو اورنگ زیب کی جامع مسجد کے نام سے مشہور ہے۔ اور متھرا میں "سری کرشن جنم استھان" (جہاں مغل بادشاہ اورنگ زیب کی تعمیر کردہ جامع مسجد کھڑی ہے) کو واگزار کرانے کی مہم کے آغاز کے موقع پر اس تنظیم کا قیام عمل میں لایا گیا تھا۔ اس دوران اسے "ہندو راشٹر" کا مرتبہ حاصل ہو گیا۔

ایک عدالتی حکم کے ذریعہ ہندو زائرین اور پروہتوں کو بابری مسجد میں عبادت کرنے کی اجازت ملنے سے وشوا ناتھ پرشاد محسوس کرتی ہے کہ رام جنم بھومی کو آزاد کرانے کی جنگ کسی حد تک جیتی جا چکی ہے۔ نہیں نہیں اس جنگ میں ابھی فتح حاصل نہیں کی جا سکی۔ کیونکہ بدریکا آشرم کے شنکراچاریہ نے اس نامہ نگار کو بتایا ہے۔ کہ مندر کو مندر قرار دیا جائے۔ عدالت نے حکم دیا ہے کہ عمارت کی شکل نہ تبدیل کی جائے۔ جبکہ اب وہ مندر نظر نہیں آتی۔

اجودھیا شہر کے ہندو مذہبی رہنماؤں نے اندازہ لگایا ہے۔ کہ موجودہ عمارت کو گرا کر اس کی جگہ شاندار مندر تعمیر کرنے پر ایک ارب روپے خرچ ہوں گے۔ ہردوار کے پجاری نے اتنی بڑی رقم کے حصول کا سادہ حل پیش کیا ہے۔ کہ ملک میں بسنے والے ۸۰ کروڑ ہندوؤں کا ہر فرد سوا روپیہ عطیہ دے گا۔ اجودھیا میں روزانہ اکٹھے ہونیوالے مجمع کے لئے رام کی پیدائش کی جگہ عظیم الشان نئے مندر کی تعمیر کا تصور خوش کن ہے۔ ایسے میں ہندوؤں کے مذہبی علماء کا کردار فیصلہ کن ہے۔ وہ مستقل مزاجی سے لوگوں کو سمجھاتے ہیں۔ کہ جب تک حکومت مسلمانوں کی نازبرداری میں مصروف ہے۔ مندر کی تعمیر ناممکن ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ مسلمان مسجد کو جوں کا توں رکھنے کے لئے آئین میں دیئے گئے حقوق سے زیادہ ذرائع و وسائل استعمال کر رہے ہیں۔ ہندوستان اور مہنت گرجتے ہیں کہ یہ صورت حال ہمارے لئے قطعی ناقابل

برداشت ہے۔ مجمع سے آوازیں اٹھتی ہیں۔

"غیر ہندو مسلمان تباہ کر دیئے جائیں گے۔"

وشوا ہندو پرشاد نے اپنے اجلاس منعقدہ لکھنؤ میں اعلان کیا۔ اگر ضرورت پڑی تو سری کرشن جنم بھومی اور آدی کاشی وشوا ناتھ مندر کو واگزار کرانے کے لئے طاقت بھی استعمال کی جائے گی۔ معلوم ہوتا ہے کہ متعلقہ صوبائی حکومت، وشوا ہندو پرشاد اور اس کی معاون تنظیموں مثلاً بجرنگ دل کی شوریدہ سر فرقہ وارانہ سرگرمیوں کی طرف قطعاً توجہ نہیں دے رہی ہے۔

مرکزی حکومت کی عائد کردہ پابندیوں کی کھلے بندوں خلاف ورزی کی گئی۔ منتظمین کو جائے اجتماع میں اسلحہ نہ لے جانے کی ہدایت کی گئی تھی پھر بھی لوگ مخصوص ہندوانہ ہتھیار ترشولوں سے مسلّح تھے۔ انہیں یہ بھی کہا گیا تھا۔ کہ عام تقاریر آہستہ آوازیں کی جائیں۔ تاہم تقریریں میلوں دور سنی جا سکتی تھیں۔ مقررین سے توقع تھی۔ کہ وہ دوسرے فرقوں کے جذبات مجروح نہیں کریں گے۔ تاہم ڈاکٹر رام ولاس نے لاؤڈ سپیکر پر چیخ چیخ کر کہا۔ "خون کا بدلہ خون سے لیں گے۔ مسلمانوں کو بھارت میں جینے کا کوئی حق نہیں ہے۔"

کوئی مورتی یا بت لے جانے کی قطعی ممانعت تھی۔ اس کے باوجود ایک رضاکار ڈائس کے قریب رام کا بت لئے کھڑا تھا۔ حکومت نے ان خلاف ورزیوں پر چشم پوشی کی۔

ادھیڑ عمر لحیم شحیم مہنت سنت رام داس کا مکھیوں سے بھنبھناتا دفتر ہنومان مندر کی سیڑھیوں کے درمیان واقع ہے۔ اس کا کہنا ہے۔ کہ میں نے عمر بھر جھوٹ نہیں بولا۔ لیکن ملک کا مذہب بچانے کے لئے وہ اپنا عظیم اصول توڑنے کو تیار ہے۔ اس نے بطور مثال کہا۔ اگر ایک مسلمان گائے کو مذبح کی طرف لے جا رہا ہو۔ اور وہ گائے اس سے چھوٹ بھاگے۔ اور مجھے پتہ ہو کہ وہ کدھر گئی ہے۔ تو میں جھوٹ بولوں گا اور مسلمان کو بھٹکاؤں گا۔ اس کے نائب نے اضافہ کیا

مغل بادشاہ بابر نے فوج کی مدد سے مندر مسمار کیا۔ لیکن دوبارہ ایسا نہیں ہو سکیگا۔ اب ہم مندر کا دفاع کریں گے۔ اگر اس سے تاریخی ثبوت مانگا جائے تو اس کے پاس دینے کو کوئی جواب نہیں۔

اجودھیا کے سادھو اور مہنت گرج گرج کر کہتے ہیں کہ ہندو خواہ کچھ بھی نہ کریں مسلمان جوابی وار نہیں کر سکتے۔ یہ بات ہے بھی درست کیونکہ اجودھیا میں ۲۰ ہزار ہندو گھروں کے مقابلہ میں مسلمانوں کے صرف ۸۰ گھروندے ہیں۔

حکومت کی سنگدلی بالکل واضح ہے۔ مہنتوں کے متعلق اشاعتی ادارے فرقہ واریت کی آگ کو ہوا دینے والی کتابیں شائع کر رہے ہیں۔ ایک ایسی کتاب میں خون آلود تفاصیل دی گئی ہیں۔ کہ بابر کے عہد میں کسطرح مسلمانوں نے ہندوؤں پر ظلم کئے۔ اور مندر مسمار کئے۔ سر درق پہ ہندو پجاریوں کو مسلم حملہ آوروں کے ساتھ

پر سیر پکار دکھایا گیا ہے۔ بلکہ ایک پجاری ترشول سے مسلمان کا سر تن سے جدا کر رہا ہے۔

ایک دوسری انگریزی کتاب میں:۔

اس حقیقت کو چھپانے کی کوشش کی گئی ہے۔ کہ ۲۲ دسمبر ۱۹۴۹ء کو بابری مسجد میں نظر آنے والی ہندو دیوتاؤں رام اور لچھمن کی مورتیاں انسانی ہاتھوں نے رکھی تھیں۔ ۱۹۴۹ء میں ہزار ہا پجاریوں نے اس مندر میں مقدس مذہبی گیت گائے تھے۔ نتیجہ کے طور پر ۲۲ دسمبر ۱۹۴۹ء کی رات کو شری رام چندر جی اور شری لچھمن جی کی مورتیاں مسجد میں آموجود ہوئیں۔

صوبائی حکومت حالات کو جوں کا توں رکھنے کی حامی ہے۔ جس کے لئے فرقہ وارانہ میلے منعقد کراتی ہے۔ وشوا ہندو پرشاد کی طرف سے لکھنو کو "لچھمن کی نگری" اور ہندو مت کو "ملکی مذہب" قرار دینے میں اسے صوبائی حکومت کی سرپرستی حاصل ہے۔ پرشاد کے ایک سیکرٹری اونکا بھاوے نے اس نامہ نگار کو بتایا کہ ہندومت اور بھارت ایک دوسرے سے جدا نہیں کئے جا سکتے۔ غضب ناک رام ولاس نے یہی بات سخت ترلہجہ میں کہی۔

راج متا وجیا لشکروں کو "بھگوان کی افواج" کہتا ہے۔ اس کا نعرہ ہے۔ بھارت کا مذہب ہندومت ہے۔ گورکھپور کا مہنت اوید ناتھ پارلیمنٹ کے ممبروں کو "ہندو ممبران" قرار دیتا ہے

اس کا قول ہے :۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے ، کہ ہم سو ہندو اراکین احمد مصیا میں ایک مندر تعمیر نہیں کر سکتے ۔

بمبئی کا سوامی چیخ کر کہتا ہے ۔ ہم عیسائیوں اور مسلمانوں کو جُدا فرقے نہیں سمجھتے ۔ ہمارے ہاں کوئی اقلیتی فرقہ نہیں ہے ۔

نہ پاکستان رہے گا نہ کوئی مسلمان

ایک قدیم مسلم دشمن تنظیم " راشٹریہ سیوک سنگھ " کے پرجوش رضا کار نے واشگاف الفاظ میں کہا " اکھنڈ بھارت کا مطالبہ روز افزوں ہے ۔ ہر دوار کا سوامی تو یہ چیختے ہوئے گویا دیوانہ ہو گیا ، " پاکستان نہیں رہے گا ۔ بنگلہ دیش نہیں رہے گا ۔ ہر مسجد کی جگہ مندر بنے گا ۔ "

جی سی پنڈھاری کے مطابق " ہندو قوم " کا نظریہ جدید افکار سے ہم آہنگ ہے ۔ اس نے پرشاد کے شائع کردہ ایک پمفلٹ میں لکھا : " یہ ملک ہمیشہ سے ہندوؤں کا ہے ۔ آئین میں اسے انڈیا یعنی بھارت کہا گیا ہے ۔ لیکن بھارت کی اصطلاح صرف مذہبی کتب میں ہی بکثرت استعمال ہوئی ہے ۔

اس الزام کے جواب میں کہ ہندو راشٹر ایک مذہبی مملکت ہو گی

راشٹریہ سیوک سنگھ کا کہنا ہے۔ کہ وہ ریاست جمہوری اور لادینی ہوگی سرکاری اخراجات سے کسی ایک عقیدہ کی حمایت یا تبلیغ ہندوانہ نظریہ ریاست کے منافی ہے۔ مذکورہ ریاست کی بنیاد "اختلاف میں اتحاد" ہوگا۔ تمام مذاہب کے ساتھ مخاصمت نہیں بلکہ ہم آہنگی اور عزت و احترام "اسی سانس میں اس کا یہ دعویٰ بھی ہے۔ کہ مسلمان اور مسیحی مبلغین ہماری مذہبی رواداری اور برداشت سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اس کا نتیجہ ۱۹۴۷ء کی تقسیم در تقسیم سے بھی برا ہوگا۔ اب اس پر ہمارا پچھتاوا فضول ہے۔ ہمارے پاس کشمیر اور پاکستان کے رستے ہوئے ناسوروں کا کوئی مداوا نہیں۔ جو ابھی تک ہماری قوم کو کمزور کر رہے ہیں۔

پرشاد کے نزدیک مسلمان تمام جرائم کے مرتکب ہیں۔ وہ بلوے کرتے اور مذہبی مقامات اور جلوسوں کو حملوں کا نشانہ بناتے ہیں۔ ہندوؤں کو لوٹتے ہیں۔ نوجوان ہندو بچیوں کو دق کرتے ہیں جیلوں میں بھیجتے ہیں۔ بالآخر مسلمان کر لیتے ہیں۔

رام جنم بھومی بابری مسجد کے کیس میں عدالتی حکم ایک کامیابی ہے۔ رام جنم بھومی مکتی "نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ حکومت ہندوؤں کو تمام حقوق دینا چاہتی ہے۔ بشرطیکہ وہ پر عزم ہو کر مانگیں۔

پرشاد کا دعوے ہے کہ ۸۵ حساس اضلاع اور ۱۵ سو تحصیلیں ہیں۔ جن میں ہندو اقلیت میں ہیں یا ہندو مخالف سرگرمیوں سے پیدا شدہ

مسائل کا شکار رہیں۔ مجموعی طور پر ہندو سوسائٹی کو ان علاقے کے ہندو باسیوں سے اخوت و اتحاد کے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے ان کی ہر قسم کی مدد کرنی چاہیئے۔ یہ شاد کی تجویز ہے کہ اس منزل کے حصول کے لئے ان علاقوں میں رفاہی مراکز قائم کئے جائیں۔ جو وہاں کی ہندو سوسائٹی کو جگانے میں اہم کردار ادا کریں گے۔

بمبئی کے سوامی کو اقلیتوں کی بڑھتی ہوئی نفری پر اکثریت کی خاموشی کا بڑا دکھ ہے۔ اس کا مشورہ ہے کہ اگر اسی فی صد لوگ ہندو مت کے علم برداروں کو ووٹ دیں تو ہماری آواز موثر ثابت ہوگی۔ اسی سانس میں وہ کہتا ہے کہ ہمیں ضرور فیصلہ کرنا چاہیئے۔ کہ ہم پہ راج کون کرے گا۔"

(بشکریہ پاکستان ٹائمز یکم مارچ ۱۹۸۸ء)

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

دوسرا باب

ہندوئیت

ہندومت کا عجیب مزاج انسانوں کو چار ذاتوں میں تقسیم کرتا ہے۔ مذہبی رسومات اور عبادات اعلیٰ ذات برہمنوں کے سپرد ہیں دوسری دو ذاتوں کا کام کھیتی باڑی اور فوجی خدمات سرانجام دینا ہے۔ چوتھی اور گھٹیا ذات ہندو شودر، ملیچھ اور اچھوت کہلاتے ہیں ناپاک سمجھے جاتے ہیں۔ ان کا فرض ہے کہ وہ اونچی ذاتوں کی خدمت کریں، بستی کے باہر جھونپڑیوں میں رہیں۔ جن میں رینگ کر داخل ہونا پڑتا ہے۔ اپنے کندھے کے ساتھ جھاڑو باندھ رکھتے ہیں۔ تاکہ ان کے چلنے سے ناپاک ہونے والی زمین کی صفائی ہوتی رہے۔ برہمن ان کے سایہ سے بھی ناپاک ہو جاتے ہیں۔ بیسویں صدی کی ہوشربا علمی اور تہذیبی ترقی کے دور میں بھی اچھوت گھوڑے پر سوار نہیں ہو سکتے۔ تعلیم کے دروازے ان پر بند ہیں انہیں آگ میں جلا کر ہندو دیوتاؤں کی خوشنودی حاصل کی جاتی ہے۔

مسلمان بھی ہندوؤں کا ہی ایک اصلاح یافتہ طبقہ ہیں

بھارتی پنجاب میں ان پر بھارت سرکار اور ہندوؤں کے مظالم کے دردناک واقعات پاکستانی اخبارات میں بھی آئے دن پڑھنے میں آتے ہیں۔

جس مذہب کے پیروکاروں کا رویہ اپنے ہی ہم مذہبوں کے ساتھ مذکورہ بالا ہو۔ ان سے غیر مذاہب لوگوں سے کسی بھی خیر کی توقع عبث اور موہوم ہے۔ بدھ مت نے ہندوستان میں چھٹی صدی عیسوی میں جنم لیا۔ اس کا مشن ہندو مت کے مظالم تلے سسکتی انسانیت کو رہا کرانا تھا۔ ہندوؤں نے بدھوں پر بے پناہ مظالم ڈھائے اور بالآخر بدھ مت کو اس کی جائے پیدائش ہندوستان سے کالعدم کر ڈالا۔

آٹھویں صدی میں بہار کے رہنے والے ایک برہمن مصلح کُماریلا نے ایک ہندو راجہ کو بدھوں پر ظلم وستم کے پہاڑ ڈھانے کے لئے اُبھارا۔ اس راجہ کا یہ حکم ہندو ذہنیت سمجھنے کے لئے کافی ووافی ہے۔ کہ راس کماری سے ہمالیہ کے برف پوش پہاڑوں تک بدھوں کے بوڑھے مرد اور جوان بچے قتل کر دیئے جائیں اور جو انہیں قتل نہ کرے۔ اسے بھی تہ تیغ کر دیا جائے۔

(A BRIEF HISTORY OF THE INDIAN PEOPLE BY SIR WILLIAM WILSON HUNTER 1888. P. 85)

بڑ باز ہندو قوم کے اقتدار کے نشہ میں بدمست راجیہ سے ایسا حکم خلاف توقع ہرگز نہیں۔

قارئین کرام ہندوؤں کے جدید نظریہ قومیت سے بھی واقف ہو چکے۔ کہ سینکڑوں نسلوں، زبانوں، تہذیبوں، ثقافتوں، مذہبوں وطنیتوں پر مشتمل ہندوستان کو ہندو کہتے اور ہندو قوم سمجھتے ہیں۔ جبکہ پاکستان کے مسلمانوں کو اسلام کی بنا پر ایک قوم نہیں مانتے۔ افسوس صد افسوس۔ ہندوؤں کے پاکستان میں مقیم گماشتوں اور ایجنٹوں پر جو ہندوؤں کے ہم نوا ہو کر بھارت کو تو ایک قوم کہتے ہیں لیکن پاکستان کو مختلف زبانوں کی بنا پر قومیتوں میں بانٹتے، صوبائی خود مختاری کے مطالبے کرتے اور پاک سرزمین کو مختلف زبانوں اور ثقافتی پر مبنی فیڈریشن قرار دیتے ہیں یا للعجب!

تیسرا باب

پاکستانی ہندوؤں کی دسیسہ کاریاں

۱۹۴۷ء کے بعد پاکستان میں رہ جانے والے ہندو بھی خاموش نہیں بیٹھے ہوئے خفیہ ملک دشمن سرگرمیوں میں مقدور بھر مصروف ہیں۔ سندھی ہندو خاص کر مستعد اور فعال ہیں۔

اندرون سندھ ان کی چاندی ہے۔ صنعت۔ تجارت معیشت زراعت تعلیم۔ ملازمت۔ ڈاکٹری۔ انجینئرنگ۔ دکان داری۔ ڈیلرشپ۔ ٹھیکیداری۔ سودی کاروبار غرضیکہ ہر شعبہ حیات میں چھائے ہوئے ہیں۔ خود سر ہندو سرکار سے علی الاعلان گاؤکشی کی ممانعت کا مطالبہ کرتے ہیں کہ اس سے ان کی دلآزاری ہوتی ہے۔ ایسی بستیاں موجود ہیں۔ جہاں کی متروکہ جائدادیں اور زمینیں مسلمانوں کو الاٹ ہوگئیں۔ لیکن با اثر ہندوؤں کی ریشہ دوانیوں سے الاٹی قبضہ لینے سے محروم رہے۔

ایسی چند دلخراش تفاصیل ماہنامہ اردو ڈائجسٹ لاہور سے اقتباس کی جاتی ہیں۔ شاید گردوپیش کے المناک حالات سے بے خبر اور خواب خرگوش کے مزے لوٹنے والی پاکستانی قوم کے لئے تازیانہ عبرت کا کام دے سکیں۔

یہ ہندو بھارت میں ہو یا پاکستان میں اسلام کے نام پر معرض وجود میں آنے والا یہ ملک اس کی نظر میں خار بن کر کھٹک رہا ہے۔ بھارتی ہندوؤں کو تو کوئی ایسی مجبوری نہیں کہ وہ اپنی اسلام دشمنی کے جذبہ کو چھپا کر رکھے۔ اس لئے وہ کھلم کھلا پاکستان توڑنے کی باتیں کرتا ہے لیکن جو ہندو پاکستان میں باقی رہ گئے ہیں۔ اگرچہ ان کا جذبہ اسلام دشمنی بھی بھارتی ہندوؤں سے کم نہیں۔ مگر ان کی مجبوری یہ ہے کہ وہ علانیہ اس کا اظہار نہیں کر سکتے۔ اس لئے وہ درپردہ سازشیں

میں مصروف ہیں۔ آج سندھ اور بلوچستان میں پاکستان دشمنی کی
جو باتیں ہو رہی ہیں۔ اگر آپ تہہ میں اتر کر دیکھیں تو ان کے پیچھے بھی
ہندو ذہن کارفرما نظر آئے گا۔ خوش قسمتی سے پاکستان کے سب
سے بڑے صوبے پنجاب کے ہندو رضاکارانہ طور پر ترکِ وطن کر
گئے۔ اس لئے یہ شورش اور بدامنی سے بچا رہا۔ اس کے برعکس
سندھ میں ہندوؤں کی ایک بڑی تعداد آج بھی موجود ہے۔ جو پاکستان
کے خلاف سازشوں میں مصروف ہے۔ پاکستان کے مشرقی
بازو کو علیحدہ کرنے کے پیچھے بھی ہندو سازش کام کر رہی تھی۔ اور مجیب اور
اس کے ہمنوا ان ہندوؤں کے مہرے تھے۔ جو بساطِ سیاست پر
مصروفِ عمل نظر آتے تھے۔ مگر انہیں حرکت دینے والے خفیہ ہاتھ
ہندوؤں کے تھے۔ بالکل اسی طرح سندھ میں بھی وہی ہندو ذہن
پاکستان کے خلاف مصروفِ عمل ہے۔ لیکن بڑی چابکدستی
سے انہوں نے مسلمان مہرے آگے کر رکھے ہیں۔

سندھ کا ہندو وہی کھیل کھیل رہا ہے۔ جو مشرقی پاکستان کے
ہندو نے کھیلا تھا۔ بنگالی ہندو اپنا سرمایہ کلکتہ منتقل کر دیا کرتے تھے
سندھی اپنا سرمایہ بمبئی اور دوسرے بھارتی شہروں میں منتقل کر دیتے
ہیں۔ وہ پاکستان کے خلاف لٹریچر شائع کرنے پر کروڑوں روپے
صرف کر رہے ہیں۔ بھارت کی خفیہ ایجنسی "را" کا ہیڈ
کوارٹر پہلے کلکتہ میں قائم تھا اب وہ سندھ کے قریب بھارتی شہر

اجمیر میں منتقل ہو گیا ہے۔ اس سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ بھارتی ہندوؤں کے ساتھ مل کر سندھی ہندو کیا سازش کر رہے ہیں

(اردو ڈائجسٹ اگست ۱۹۸۷ء)

سندھی مسلمانوں کے مقابلے میں ہندوؤں کی معاشی حالت قابلِ رشک حد تک اچھی ہے۔ پاکستان بننے کے بعد سندھی ہندو بہت تیزی سے خوش حال ہوا ہے۔ جبکہ اس کے ہاں ملازمت کرنے والے مسلمانوں کی حالت دگرگوں ہے۔ اندرون سندھ کاروباری میدان میں ہندو کی گرفت اس قدر مضبوط ہے۔ کہ باہر کے لوگ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ بیشتر کارخانوں کے مالک ہندو ہیں۔ کہیں پس پردہ اور کہیں ظاہر۔ کسی کارخانے کا نام اگر "بھٹائی کاٹن فیکٹری" ہے تو مالک رام چند نام ہے بشاہ لطیف آئل فیکٹری۔ مگر مالک پورن لال۔ اور مہران فلنگ سٹیشن کے مالک کا نام پریم داس وغیرہ ہے۔

تعلیمی اداروں کے ساتھ ساتھ اب ہندو پولیس اور ریونیو جیسے اداروں میں بھی خاصی تعداد میں نظر آنے لگے ہیں۔ ذرا تصور کیجئے ایک ہندو تعصب دار مقامی لوگوں پر کس طرح اثر انداز ہو سکتا ہے۔ اس بنتی ہوئی صورت حال کے اثرات ہندو کی معاشی گرفت سے کہیں زیادہ گھمبیر اور خطرناک ہو سکتے ہیں۔ ان سے اعماض ملک اور قوم کے لئے مہلک ثابت ہو گا۔

علاقائی لسانی قومیت کے جذبات ابھارنا وہ میدان ہے

جس میں سندھ کا ہندو پوری قوت اور لگن سے مصروفِ عمل ہے لیکن اس انداز میں کہ خود پیچھے رہتا ہے۔ اپنی بات سندھی مسلمان کے منہ سے نکلواتا ہے۔ دیواروں پر نعرے اسی کے ہاتھ سے لکھواتا ہے۔ یا خود اندھیرے میں چھپ چھپ کر لکھتا ہے۔ یعنی اس کا کردار سٹیج کے ہدایت کار جیسا ہے۔ جو پردے کے پیچھے اشاروں سے اداکاروں کی رہنمائی کرتا ہے۔ جبکہ دیکھنے والوں کو اس کی آواز سنائی دیتی ہے نہ اشارے دکھائی دیتے ہیں۔

ایک دہریہ جو اثر تو عرصے بعد کرتا ہے۔ لیکن ہوتا قاتل ہے۔ در و دیوار پہ اشتعال انگیز نعرے درج کرتا ہے۔ ایک قصبہ کے ہندو اکثریتی محلے کی دیواروں پر کچھ اس قسم کے لکھے نظر آئے۔

"پاکستان جھوٹا اور سندھو دیش سچا"

"جی ایم سید رہبر ہے۔ سندھو دیش مقدر ہے"۔

"سندھ سندھیوں کا ہے"۔

"پنجابی کتو! سندھ خالی کردو"۔

سندھ کے در و دیوار دیکھ کر ایک دم یہ احساس ہوتا ہے۔ کہ یہاں کے عوام خدانخواستہ پاکستان سے بددل ہو چکے ہیں۔ لیکن ایسا ہرگز نہیں ہے۔ سندھی مسلمان راسخ العقیدہ محبِ وطن ہیں وہ اپنی تمام رسومات اور فرائض کی ادائیگی میں دوسرے صوبوں کے مسلمانوں سے بھی آگے ہیں۔ البتہ سندھی مسلمان طلبہ کا ایک

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

حصّہ ضرور ہندوانہ پراپیگنڈا کے زیرِ اثر ہے۔ اس کے باوجود وطن دشمن تحریکوں مثلاً جئے سندھ وغیرہ میں زیادہ تعداد ہندوؤں کی ہے، وہ بھی ایسے کہ جب کوئی چلے تو مسلمان کو آگے کر کے خود پیچھے ہو جاتے ہیں۔

ہندو وہی اس تحریک کے لئے سرمایہ فراہم کرتے ہیں۔ جو وہ پاکستان سے کما کر پاکستان کی جڑوں پر کلہاڑا چلاتے ہیں۔ اسی لئے جی۔ ایم۔ سید اپنی نہیں ہندوؤں کی بولی بولتے ہیں۔

ذرا تصور کیجئے۔ کہ ایک مسجد کے اندر سے اللہ ہو۔ اللہ ہو اور گڑگڑا کر مسلمانوں اور اسلام کی سربلندی کے لئے دعائیں مانگنے کی آوازیں آ رہی ہوں اور اس مسجد کے چاروں طرف دشمنانِ اسلام اسے گرانے اور مٹانے کے لئے اپنے کام میں لگے ہوئے ہوں۔ لیکن ان عبادت گذاروں میں سے کوئی نہیں جو باہر جا کر ان دشمنانِ اسلام کو روک سکے۔ کیا اللہ تعالیٰ کے حضور ایسی دعاؤں اور آنسوؤں کی کوئی اہمیت رہ جاتی ہے؟ عقلِ سلیم کا تقاضا ہے۔ کہ پہلے وہ مسجد بچانے کی فکر کی جائے۔

آج پاکستان کی مسجد کو بچانے کے لئے تمام سچے مسلمانوں اور سچے پاکستانیوں کو اپنا اپنا فرض ادا کرنا ہوگا۔

(اردو ڈائجسٹ فروری ۱۹۸۸ء)

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

یاد رہے کہ درگا پرشاد دھر کی قیادت میں بھارتی ہندوؤں کا ایک وفد تین برس کا طویل عرصہ سپین میں رہ کر بغور و بالتفصیل مطالعہ کر کے آیا تھا۔ کہ وہاں مسلمانوں کی آٹھ سو سالہ عظیم الشان سلطنت کی بربادی اور اس ملک سے مسلمانوں کے مکمل خاتمہ کی وجوہات کیا تھیں۔ اب وہ انہیں اسباب کو بھارت اور سندھ میں پیدا کرنا چاہتے ہیں تاکہ مسلمانوں اور ان کی تہذیب کو مٹا دیا جائے۔

میرٹھ میں مسلمانوں کے خون سے ہولی

پچھلے سال مئی ۱۹۸۷ء کے وسط یعنی ۱۵ مئی سے یوپی کے مشہور شہر میرٹھ میں ہندو غنڈوں نے ہندو پولیس اور ہندو فوج کی مدد سے مسلمانوں پر اچانک بلا کسی وجہ سے قاتلانہ حملے شروع کر دیئے۔ مسلمانوں کی دکانوں کو جلایا گیا۔ ان کے مکانات مسمار کر دیئے گئے۔

ان کے نوجوانوں کو ہندو غنڈوں نے پکڑ پکڑ کر گولی کا نشانہ بنایا۔ اس پر بس نہ کیا گیا بلکہ ۲۳ مئی ۱۹۸۷ء کو ہزارہا ہندو فوجیوں نے جنہیں سیکولر حکومت نے وہاں بھیجا مسلمانوں کے مکان در مکان تلاشی لی۔

مساجد کی بے حرمتی

ان ظالم وحشی فوجیوں نے مسجدوں کو بھی نہ چھوڑا۔ اور کم از کم ۲۸ مسجدوں کے اندر گھس کر تمام قیمتی سامان از قسم کلاک۔ لاؤڈ سپیکر، قیمتی دریاں اور جھاڑ فانوس وغیرہ اتار کر لے گئے۔

میرٹھ کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے بیان کے مطابق ایک ہزار آٹھ سو آدمیوں کو گرفتار کیا گیا۔ جن میں ایک ہزار سات مسلمان اور صرف ایک سو ہندو تھے۔

یوپی یعنی اتر پردیش کی حکومت نے مختلف شہروں میں امن قائم رکھنے کے لئے ۷۰۰۰۰ ستر ہزار ہندو فوجی اور پچیس ہزار پولیس والے میرٹھ۔ علی گڑھ۔ مراد آباد کے شہروں میں جہاں مسلمانوں کی کافی تعداد ہے۔ متعین کئے۔ اس دوران سینکڑوں مسلمان ہلاک کر دیئے گئے۔ پولیس اور فوج نے میرٹھ میں گھر گھر کی تلاشی لی۔ مگر مسلمان گھروں کی ہی تلاشی لی گئی۔ اس کارروائی کے دوران ہندو فوجی دندناتے ہوئے مع جوتوں کے مسجدوں میں داخل ہو گئے۔ اور وہاں سے تمام قیمتی سامان اٹھا کر لے گئے۔

۲۳ مئی کو دہلی میں ۲۰ افراد کو گرفتار کر لیا گیا جو تمام کے تمام مسلمان ہیں۔ پارلیمنٹ کے ایک مسلمان رکن کو بھی گرفتار کر لیا گیا۔

www.onlyoneorthree.com

میرٹھ کے بازاروں میں آگ لگی ہوئی ہے۔ پولیس اور فوج ہندوؤں کے ساتھ مل کر لوٹ مار میں شریک ہیں۔ میرٹھ کا شہر باقی بھارتی شہروں سے کٹ کر رہ گیا ہے۔ ٹیلی فون اور تار کاٹ دیئے گئے۔ تمام بسیں اور موٹر گاڑیاں بند ہو گئیں۔ تمام شہر میں کرفیو لگا دیا گیا ہے۔ دوکانیں اور ہوٹل بند ہو گئے۔ شہر کے باشندے قلتِ خوراک کا شکار ہو گئے۔ اور فاقوں مرنے لگے۔ صدہا مسلمان لاپتہ ہو گئے

میرٹھ کے قریب قصبہ ملیانہ میں پولیس کے ہاتھوں ۲۷ مسلمان شہید

۲۵ مئی ۱۹۸۷ء کو قصبہ ملیانہ میں ہندو پولیس نے ۲۷ مسلمانوں کو اندھا دھند فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا۔ ہندو پولیس نے گاؤں کا محاصرہ کر کے مسلمانوں کے گھروں کو لوٹنے اور انہیں آگ لگانے میں ہندوؤں کی مدد کی۔ فوج کے ہندو کمانڈر نے روزہ دار مسلمانوں کو نماز پڑھتے ہوئے ہلاک کرا دیا۔ ہندو فوجیوں نے شراب کی دکانیں لوٹ کر شراب پی۔ پھر دھت ہو کر مقامی ہندوؤں کی مدد سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ حملہ کے وقت مسلمان اپنے گھروں میں روزہ افطار کرنے کے بعد نمازِ مغرب ادا کر رہے تھے۔ ان میں سے اکثر نماز کی حالت میں شہید ہو گئے۔ مرنے والوں میں زیادہ تعداد

گولیوں کی بوچھاڑ سے گھروں کے دروازے اور کھڑکیاں چھلنی ہو گئیں، اس کے بعد بھارتی فوجیوں نے سینکڑوں مسلمان مردوں کو پکڑ لیا اور انہیں اپنے ساتھ لے گئے، جن کے بارے میں ابھی تک کوئی پتہ نہیں چلا۔ کہ ان کا کیا حشر ہوا۔ ملیانہ سے صوبے کے منتخب رکن کالو میاں صدیقی نے صحافیوں کو بتایا کہ ۱۵۰ کے قریب لاشیں مل گئی ہیں ان میں زیادہ تر نہروں میں بہتی ہوئی پائی گئیں، جبکہ ۱۷ مسلمانوں کو مار کر ایک کنوئیں میں پھینک دیا گیا تھا، جب بو پھیلی تو ان لاشوں کا پتہ چلا۔ مسلمانوں کے جلے ہوئے گھروں سے اب تک دھواں اٹھ رہا ہے۔ نہروں سے اب تک ۱۵۰ لاشیں نکالی جا چکی ہیں،

صوبہ گجرات کے شہر امریلی میں تین دن کے فساد انت میں بیسیوں مسلمانوں کو ہندوؤں کی تنظیم شیو سینا کے غنڈوں نے ہلاک کر دیا۔ ان کی عورتوں کو اغوا کر لیا گیا۔ ان کے گھر پھونک دیئے، اس شہر میں کرفیو لگا دیا گیا

میرٹھ اور دہلی کے شہیدوں کے سوگ میں بھارتی مسلمانوں نے عید نہیں منائی

صدہا مسلمانوں کی شہادت کا سوگ منانے اور مسلمانوں پر ظلم و ستم کے خلاف احتجاج کرنے کے لئے دہلی کی بڑی بڑی مساجد مقفل رہیں

دہلی کی جامع مسجد میں تالے لگے ہوئے تھے۔ جامع مسجد کے امام سید عبداللہ بخاری نے قریبی محلے کی چھوٹی سی مسجد میں نماز عید ادا کی مسلمانوں نے کسی کو گلے نہیں لگایا۔ اور نہ ہی مبارک باد دی۔ پرانی دہلی کی تمام گلیاں اور محلے آمد و رفت کے لیے بند کردیئے گئے تھے علاقے کے علماء نے مسلمانان ہند سے اپیل کی کہ وہ عید کی خوشیاں نہ منائیں تاکہ اسطرح حالیہ فسادات میں پولیس کے مظالم کے خلاف احتجاج کیا جائے۔ اور حکومت کے خلاف بھی کہ وہ مسلمانوں کے جان و مال کی حفاظت کرنے میں ناکام رہی ہے۔ علماء نے یہ بھی مطالبہ کیا کہ اتر پردیش کے وزیر اعلیٰ کو برطرف کردیا جائے۔

ہندو افسر خود مسلمانوں کو قتل کرا رہے ہیں

جامع مسجد دہلی کے امام سید عبداللہ شاہ بخاری نے کہا کہ مسلمانوں کو انتظامیہ پر اب کوئی اعتماد نہیں رہا۔ ہندو افسر خود مسلمانوں کی نسل کشی میں شریک ہیں۔ علی گڑھ کے موضع سہالپور میں ایک گاؤں پر بم پھینکا گیا جس سے بیسیوں مسلمان شہید ہوگئے۔ متاثرہ شہروں میں مسلمانوں پر بموں سے حملوں کا سلسلہ شروع ہوگیا ہے۔ ہندوؤں کی خفیہ بم ساز فیکٹریاں ہندو شرپسندوں کو بم اور بھی مہیا کرتی ہیں۔ علی گڑھ میں کئی ایسے دھماکے ہوئے

میرٹھ میں بہت سے مسلمانوں کو ہلاک کر دیا گیا۔ بلند شہر میں بموں سے دو چند مسلمان مارے گئے۔ میرٹھ میں پاکستان سے گئے ہوئے ۲۲۳ مسلمانوں کا کوئی پتہ نہیں چلا۔ کہ وہ کدھر گئے۔ غازی آباد نے ہندو کانسٹیبلری نے ہلاکت کا شکار ہونے والے مسلمانوں کی نعشوں کو دریائے گنگا میں بہا دیا۔ پچاس مسلمانوں کی نعشیں دریائے گنگا سے ملیں۔ میرٹھ میں تین ہزار مسلمانوں کو گرفتار کیا گیا۔ اور ان کے بال بچوں کو بے کسی اور بے لبسی کے عالم میں ہندو غنڈوں کے حملوں کا نشانہ بننے دیا گیا۔

قصبہ مالیانہ میں سینکڑوں مسلمان لاپتہ ہیں ہر طرف سوگ اور عدم تحفظ کی فضا پھیلی ہوئی ہے۔ عورتیں اور بچے ہر جگہ آہ و بکا اور چیخ و پکار کرتے نظر آتے ہیں۔ سارے مسلمان فریادی ہیں۔ داد رس کوئی نہیں۔

شاہد صدیقی کی خصوصی رپورٹ

(نمائندہ ہفت روزہ نئی دنیا دہلی)

میں میرٹھ میں اشوک کی لاٹ کے پیچھے کھڑا ہوں۔ جمعرات کا دن ہے ۲۱ مئی ۱۹۸۷ء ۲۳ رمضان۔ میرے سامنے لائن سے دکانیں جل رہی ہیں۔ کالا کالا دھواں اوپر اٹھ رہا ہے۔ اور دھوئیں کے پیچھے سے امن اور شانتی کے نمائندے اشوک کی لاٹھ جھلک رہی ہے۔ یہ غریب مسلمان ٹائر والوں کی دکانیں ہیں۔ چند گز کے فاصلے پر ایک نائی کی دکان جل رہی ہے۔ تین چار دکانیں چھوڑ کر ایک درزی کی دکان جل رہی ہے

چند غیر مسلم جن میں سکھ تھے پنجابی خواتین تھیں۔ کھڑے دکانوں کے جلنے کا تماشا دیکھ رہے ہیں۔ سڑک کے موڑ پر دوسری طرف منہ پھیرے چند پی۔ اے سی والے ایسے گپ کرنے میں مصروف ہیں۔ جیسے دوپہر کا کھانا کھا کر پان کھانے نکلے ہوں۔ لیکن یہاں پان کہاں۔ آج میرٹھ کی سرزمین پان کی پیک سے نہیں مسلمانوں کے خون سے سرخ ہے۔ ان سے کچھ فاصلے پر فوج کے جوان اطمینان سے کھڑے ہیں۔ ان کے پاس آٹومیٹک رائفلیں ہیں۔ ان فوجیوں کی حیثیت خاموش تماشائیوں سے زیادہ نہیں۔ جب تک ضلعی انتظامیہ انہیں کارروائی کا حکم نہ دے۔ لیکن ضلعی انتظامیہ کسی کارروائی کا حکم کیسے دے سکتی ہے۔ ان کا تو کہنا ہے۔ کہ شہر میں امن اور شانتی ہے۔ لیکن بازاروں کی جلتی ہوئی دکانیں حکام کا منہ چڑا رہی ہیں۔ اور انتظامیہ کے کھوکھلے اعلانات کا پول کھول رہی ہیں۔

یہاں مقابلہ نہتے مظلوم عوام اور مسلح پولیس کے درمیان ہے۔ کرفیو زدہ علاقہ میں غریب لوگ اس طرح قید ہیں۔ جیسے کسی پرندے کو پنجرے میں قید کر دیا جائے۔ اور پنجرے کے چاروں طرف خونخوار درندے منڈلا رہے ہوں۔ پی اے سی کے جوانوں نے اونچی اونچی عمارتوں پہ پوزیشن سنبھال رکھی ہے۔ اور وہاں سے مسلم محلوں پر فائرنگ کر رہے ہیں۔ معصوم مسلمان اپنے گھروں کے اندر کمروں سے باہر بھی نہیں نکل سکتے۔ بہت سے محلوں میں ابھی تک

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

لاشیں پڑی ہوئی ہیں۔ رمضان کے مبارک مہینے میں اپنے خالقِ حقیقی سے ملنے والوں کے لئے کفن ہے نہ دفن۔ روزہ افطار کرنے کو سوکھی روٹی کا ٹکڑا تک نہیں۔ جب اس عذاب سے عاجز آکر مسلمان عورتیں روتی اور ماتم کرتی سڑکوں پہ نکل آئیں۔ ان کی آہوں سے زمین اور آسمان کا سینہ لرزنے لگا۔ تو انتظامیہ والوں نے کہا، یہ عورتیں پولیس والوں کو اپنے قریب لانے کے لئے ڈرامہ کر رہی ہیں۔ تاکہ پولیس والے ان کے قریب آئیں اور ان کے مرد گھر کی چھتوں پر سے گولیاں چلا کر انہیں ختم کر دیں۔ سنگدلی کی اس سے بدتر مثال کہاں مل سکتی ہے۔

قرآن ذی شان کا اعلان واجب الاذعان

پارہ پنجم۔ سورۃ النساء آیت ۷۵

"اور تم کو کیا ہوا ہے کہ خدا کی راہ میں اور ان بے بس مردوں اور عورتوں اور بچوں کی خاطر نہیں لڑتے جو دعائیں کیا کرتے ہیں کہ اے پروردگار! ہم کو اس شہر سے جس کے رہنے والے ظالم ہیں نکال کر کہیں اور لے جا۔ اور اپنی طرف سے کسی کو ہمارا مددگار مقرر فرما۔"